دعائیں کرو کہ توحید کے قیام کیلئے اموال مہیا اور خرچ کرنے کی ہمیں توفیق ملے

(خطبہ جمعہ فرمودہ یکم نومبر ۱۹۷۴ء بمقام مسجد اقصیٰ ربوہ)

تشہّد وتعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا:-

آج جمعہ کی عید سے تحریک جدید کا سالِ نَو شروع ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر جہت اور ہر لحاظ سے سارا سال ہی ہمارے لئے مختلف الانواع عیدوں کا اہتمام کرتا رہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ ہم جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں تو ہمارے سامنے دو مقاصد ہوتے ہیں۔ فرمایا۔

وَمَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ وَ تَثْبِيْتًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ

(البقرة: ٢٦٦)

ایک تو اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی حاصل کرنا مطلوب ہوتا ہے اور دوسرے انسان خود کو ان اخراجات کے ذریعہ جو وہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں کرتا ہے مضبوط کرتا ہے۔ سچی بات یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ہمارے اموال کی ضرورت نہیں۔ وہ خود خالق اور مالک ہے۔ ہمارے پاس جو کچھ بھی ہے اُس کا ہے اور اُس کا عطیہ ہے۔ ہم فُقَرَاء ہیں اور وہ غَنِی ہے۔ ہم محتاج ہیں اور اُس کو کسی چیز کی احتیاج نہیں۔ ہم اسلام اور مذہب اور اللہ تعالیٰ کی وحی کے محاورہ میں یہ کہتے ہیں کہ اللہ کی راہ میں خرچ کیا۔ اِس اصطلاح اور محاورہ کی حقیقت ہمارے ذہن نشین رہنی چاہیئے۔ ہم کہنے کو تو خدا کے حضور پیش کرتے ہیں مگر چونکہ وہ غنی ہے اور اُس کو کوئی احتیاج نہیں

اور وہ خالق اور خود ہی مالک ہے اِس لئے اُس کے حضور پیش کرنے کا مطلب اِس کے سوا کچھ نہیں ہوتا کہ اُس کی رضا ہمیں حاصل ہو اور یہ کہ الٰہی سلسلہ میں ایک مضبوطی پیدا ہو اور نوعِ انسانی میں ایک حسین اتحاد قائم ہو جائے۔ اِن کو ہم دو حصّوں میں اِس وجہ سے تقسیم کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے بندوں کے اللہ کی راہ میں جو اخراجات ہوتے ہیں وہ دو قسموں میں بٹے ہوئے ہوتے ہیں۔ اِس معنی میں کہ ایک قسم کا خرچ ایک خاص چیز پر زور دے رہا ہے اور دوسری قسم کا خرچ ایک دوسری چیز پر زور دے رہا ہے۔ ایک یہ مقصد ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کیا جائے۔ اس میں زیادہ تر زور روحانیت پر ہے اور یہ وہ خرچ ہے جو انسان خدا کے حضور پیش کر کے اُس کے بندوں پر اس غرض کے لئے خرچ کرتا ہے کہ اُس کے جو بندے توحید پر قائم ہو چکے ہیں وہ توحید پر قائم رہیں یعنی تربیت کے اخراجات ہیں اور اس کے جو بندے توحید پر قائم نہیں اور اللہ کی ذات اور اس کی صفات کی معرفت نہیں رکھتے وہ اللہ تعالیٰ کی ذات اور صفات کی معرفت حاصل کریں۔ اسے ہم اصلاح وارشاد کا خرچ کہہ سکتے ہیں۔ بہرحال جو خرچ تربیت پر ہے یا اصلاحِ نفوسِ انسانی کے لئے ہے اِس معنٰی میں کہ وہ انسان جو دُوری اور بُعد میں زندگی گزار رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا قُرب اور پیار اُنہیں حاصل نہیں وہ اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل کر کے اُس کا قُرب اور اُس کا پیار حاصل کریں۔ اِس کو ہم اِس طرح بیان کر دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی مَرضات کے حصول کے لئے یہ خرچ ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میری راہ میں جو خرچ ہوتے ہیں اُن کا ایک حصّہ ایسا ہے جس کے نتیجہ میں الٰہی سلسِلہ میں اتّحاد اور یکجہتی پیدا ہوتی ہے اور وہ اُن کوششوں کے نتیجہ میں بُنْیَانٌ مَّرْصُوْص بن جاتے ہیں اور ایک حصّہ اس خرچ کا ایسا ہوتا ہے کہ جو نوعِ انسانی میں اختلافات کو دُور کرنے کے لئے اور اتحاد کے قیام کے لئے ہوتا ہے۔ آخر کار یہ حرکت بھی پہلے حصّہ کی طرف ہی ہوتی ہے اور جب انسان اُمّتِ واحدہ بن جائے گا اور اسلام تمام اُمَم پر غالب آ کر نوعِ انسانی کی ایک اُمّتِ مُسلمہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے جمع ہو جائے گی۔ پس یہ بھی اسی جہت کی طرف حرکت ہے۔ توحید کے قیام کے لئے جو کوششیں ہو رہی ہیں اِس سلسلہ میں مَیں اُس بہت لمبے مضمون کی طرف آج کے خطبہ میں اشارہ کر دیتا ہوں۔ یہ

بدخیال اور وسوسہ آج کے زمانہ میں انسانی ذہن میں شیطان نے ڈالا ہے کہ اسلام صرف انفرادی عبادات پر توجہ دیتا ہے اور جو اجتماعی ذمہ داریاں ہیں ان کو نظر انداز کرتا ہے حالانکہ یہ بات حقیقت سے کوسوں دُور ہے۔ کچھ احکامات اسلامی اجتماعی زندگی اور اجتماعی ذمّہ داریوں سے تعلق رکھتے ہیں اور جو احکام، جو اوامر انفرادی عبادت کے رنگ میں ہیں ان میں بھی اجتماعی زندگی کو استوار کرنے کے لئے بہت زبردست سبق ہمیں ملتے ہیں، اچھے، سمجھدار، پڑھے لکھے آدمیوں سے مَیں نے سُنا ہے کہ اسلام بس انفرادی عبادات پر زور دیتا ہے اور اجتماعی ذمّہ داریوں سے بالکل اعراض کرتا ہے اسی وجہ سے دنیا میں فساد ہو جاتے ہیں اور ایک نے تو مجھے کہا کہ پچھلے دنوں جماعت کے خلاف جو ہوا وہ بھی اسی کا نتیجہ تھا کہ لوگ اسلام کی تعلیم کے مطابق انفرادی عبادات کی طرف توجہ کرتے تھے اور اجتماعی ذمّہ داریاں، جو انسان کے انسان پر حقوق ہیں ان کی طرف توجہ نہیں کرتے تھے۔ بات یوں نہیں ہے۔ بات یہ ہے کہ اسلام نے جہاں ہر فردِ واحد کے لئے روحانی ترقیات کے سامان پیدا کئے اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کی راہیں متعین کیں اور ان کی راہنمائی کی وہاں اللہ تعالیٰ نے اِس قدر حسین معاشرہ نوعِ انسانی میں پیدا کیا کہ مَیں نے اپنی خلافت کے زمانہ میں جو یورپ اور افریقہ کے تین سفر کئے ہیں وہاں مَیں نے پریس کانفرنسز کیں اور اُن میں اسلامی معاشرہ اور کمیونزم اور بڑے بڑے تمدّنی ممالک امریکہ وغیرہ یا سوشلزم کا موازنہ اور مقابلہ کیا تو سوائے اس کے کہ وہ خاموشی کے ساتھ اسلام کی برتری کو تسلیم کریں ان کے لئے اَور کوئی چارہ مَیں نے نہیں دیکھا لیکن وہ تو ایک لمبا مضمون ہے مَیں نے پچھلے خطبہ میں بتایا تھا کہ ایک جگہ بہت سے غیر مُسلم تھے تو آٹھ دس نکات نکال کر مَیں نے اُن کے سامنے رکھے کہ دیکھو تم اسلام کے منکر ہو مگر پھر بھی تمہاری مخالفت کے باوجود اور بہتوں میں تم میں سے بُغض اور عناد بڑا سخت ہے اس کے باوجود تمہارے جذبات کا بھی خیال رکھا اور تمہارے دنیوی مفاد کا بھی خیال رکھا اور انشاء اللہ اللہ نے جب بھی توفیق دی (اس کی طرف بھی ایسی باتیں سُن کر میری توجہ پھری ہے) اِس مضمون پر روشنی ڈالوں گا لیکن اللہ تعالیٰ نے اِس آیت میں ہمیں یہ بتایا ہے کہ تم جو بھی خرچ کرتے ہو اسلامی تعلیم کی روشنی میں تم اس سے دو مقصود حاصل کرنا چاہتے ہو۔ ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کی خوشنودی

حاصل کرنا چاہتے ہو۔ ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کی خوشنودی حاصل ہو اور دوسرے یہ کہ تمہارا آپس میں اتّحاد اور ثبات پیدا ہو۔ تَثْبِيْتًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ سے یہی مراد ہے۔ جماعت احمدیہ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ اپنے پیارے بندوں سے جو خرچ کرواتا ہے وہ خرچ بھی اِن دو حصّوں میں بٹا ہوا ہے جو توحید کے قیام کے لئے خرچ کیا جاتا ہے وہ پاکستان میں بھی ہے اور بیرون پاکستان کے بہت سے ممالک میں بھی ہے اور ہماری خواہش ہے کہ اگلے دس پندرہ سال میں ہر ملک میں توحید کے قیام کے لئے ہماری کوششیں تیز ہو جائیں اور اللہ تعالیٰ کی طرف اس کے بُھولے بھٹکے بندوں کو واپس لانے کے لئے ہماری تدبیر اللہ کے فضل سے ہماری حقیر کوششوں کے نتیجہ میں کامیاب ہو۔

باہر جو جماعت احمدیہ کے ذریعہ خدا تعالیٰ کی تدبیر چل رہی ہے اس میں زیادہ حصّہ اُن اموال کا ہے جو تحریک جدید کے نام سے خدا کی راہ میں خرچ کئے جاتے ہیں۔ ان اموال میں میرا خیال ہے کہ کوئی دسواں حصّہ پاکستان کی جماعت ہائے احمدیہ دیتی ہیں اور ۹ حصّے بیرون پاکستان کی جماعتیں دیتی ہیں۔ اللہ کے فضل سے بڑی ترقی ہوگئی ہے۔ جماعتِ احمدیہ کی کوششوں کے نتائج اللہ تعالیٰ نے عظیم نکالے ہیں۔ کجا یہ حال تھا کہ اس خرچ کا سَو فیصد اِس بّرِصغیر کا تھا جب تحریک جدید شروع ہوئی ہے اُس وقت پارٹیشن نہیں ہوئی تھی تو ہندو پاک کی جماعتیں سارے ثواب خود ہی حاصل کر رہی تھیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اِس ثواب میں اَوروں کو بھی شریک کیا اور جیسا کہ مَیں نے بتایا ہے دسواں حصّہ ان اخراجات کا، اِن مالی قربانیوں کا، اِس دولت کو خدا کی راہ میں قربان کر دینے کا پاکستان سے تعلق رکھتا ہے اور ۹/۱۰ بیرون پاکستان سے تعلق رکھتا ہے اس لئے نہیں کہ ہم یہاں کے رہنے والے پیچھے ہٹ گئے بلکہ اس لئے کہ بیرون پاکستان کی جماعتوں کی تعداد میں ایک وسعت پیدا ہوئی اور ان کے ایثار اور قربانیوں اور اخلاص میں بھی ایک مضبوطی اور روشنی پیدا ہوئی، پس یہ جو تھوڑا سا ہمارا حصّہ ہے اس کی طرف تو ہمیں توجہ دینی چاہیئے۔ پاکستانی جماعتوں کا صرف ۱/۱۰ اس کوشش میں حصّہ ہے اور ۹/۱۰ بیرونِ پاکستان سے اکٹھا ہوتا ہے اور چونکہ پاکستان بہرحال دُنیا کی آبادی کا ایک چھوٹا سا حصّہ ہے جُوں جُوں بیرون پاکستان جماعتہائے احمدیہ عددی اور مالی ہر لحاظ سے ترقی

کرتی چلی جائیں گی ہمارا حصّہ دُنیا میں نسبتاً کم ہوتا چلا جائے گا۔ یہ ایک حقیقت ہے جو ایک لحاظ سے ہمیں نظر آرہی ہے اور جس کا ہم مشاہدہ کر رہے ہیں اور یہ ایک حقیقت ہے جس کے بغیر دُنیا میں کوئی چارہ نہیں یعنی ساری دُنیا کی آبادی نے سمٹ کر پاکستان میں تو نہیں آجانا اور ساری دُنیا کی آبادی کے لئے مقدّر ہے کہ وہ مہدی معہود کے اُن فیوض کے نتیجہ میں جو مہدی نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے حاصل کر کے دُنیا میں تقسیم کرنے کے سامان پیدا کئے ساری دنیا نے محمد صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے جھنڈے تلے جمع ہونا ہے تو جُوں جُوں اُن کی تعداد بڑھتی جارہی ہے تُوں تُوں جماعت احمدیہ میں پاکستانی احمدیوں کی نسبت کم ہوتی چلی جارہی ہے۔ اگر ہر سال دُنیا کی آبادی کا دو فیصد احمدی ہو تو بیرونِ پاکستان دُنیا کی آبادی کا دو فیصد بہت بڑی تعداد ہے پاکستان کی آبادی کے دو فی صد کے مقابلہ میں۔ یہ ایک حقیقت ہے یہ تو انشاء اللہ اُس کے فضل اور اُس کی رحمت سے ہونی ہی ہے۔ لیکن مَیں جب سوچتا ہوں تو مجھے گھبراہٹ پیدا ہوتی ہے کیا ہم محض اس لئے کہ ہماری نسبت تعداد کے لحاظ سے بیرونِ پاکستان کے مقابلہ میں تھوڑی ہو رہی ہے اور ہوتی چلی جارہی ہے کیا ہماری قربانیوں کی نسبت بھی کم ہو جائے گی؟ اس سے طبیعت میں گھبراہٹ پیدا ہوتی ہے ایک ہی صورت ہے کہ ہم اپنی قربانیاں زیادہ تیز کریں یہ مقابلہ ہے۔ فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ (البقرۃ:۱۴۹) خیرات میں آگے بڑھنے کے لئے ہماری کوشش ہونی چاہیئے۔ بہرحال یہ تو آئندہ کی فکر ہے اور وہ ہمیں کرنی چاہیئے کیونکہ ایک مومن ماضی سے سبق حاصل کرتا اور حال میں ان اسباق کے بہتر نتائج پیدا کرنے کی کوشش کرتا ہے اور مستقبل میں زندہ رہتا ہے۔ یہ ماضی حال اور مستقبل کی جہتوں کے لحاظ سے ایک مومن کی حیات کا نقشہ ہے۔

دو ایک سال پہلے مَیں نے ایک معیار تحریک جدید کی مالی قربانیوں کا جماعت کے سامنے پیش کیا تھا لیکن اس میں کچھ تاخیر ہوگئی اور پچھلے سال مَیں نے وہی معیار جب جماعت کے سامنے رکھا تو ان کے وعدے تحریک جدید کے نظام کی زندگی میں پہلی بار اُس معیار سے آگے بڑھ گئے۔ الحمدللہ، لیکن یہ ایک ظلم وتشدّد کا لمبا زمانہ جماعت کو دیکھنا پڑا اور جماعت کے اخلاص میں برکت ہوئی اور اس میں خدا تعالیٰ نے بڑی پختگی اور تطہیر کی اور نیکی کو مضبوط بنانے

کے سامان پیدا کئے۔ خصوصاً ان علاقوں میں جہاں خدا کے لئے احمدی احباب مرد و زن نے تکالیف برداشت کیں اور بعض دفعہ مَیں حیران ہوتا تھا کہ کس خمیر سے مہدیٔ معہود کی یہ جماعت بنی ہے کہ اپنا سب کچھ لٹا کر ہنستے ہوئے آجاتے تھے اور کہتے تھے **اَلحَمْدُللہ** ہمارے مال لوٹے گئے مگر ہمارے ایمان سلامت رہے۔

ان حالات کی وجہ سے تحریک جدید کے وعدوں میں اضافے کے باوجود اور اس زمانہ کی تحریک جدید کی وصولیوں کے باوجود جو پہلے سال سے زیادہ نہیں پھر اس عرصہ میں کچھ کمی آئی لیکن مومن کو اگر دھکّا دیا جائے تو وہ تھوڑا سا لڑھکتا تو ضرور ہے یہ تو قدرتی بات ہے لیکن رُک نہیں جاتا۔ اُس کا قدم آگے ہی آگے بڑھتا ہے۔ اس لئے مجھے یقین ہے کہ قبل اس کے کہ وہ تاریخ آئے جب اس سال کے حسابات بند کر دیئے جائیں اور آئندہ سال کے حسابات جن کا ابھی مَیں اعلان کروں گا وہ کھولے جائیں۔ اپنے وعدے جماعت پورے کر چکی ہو گی بحیثیتِ مجموعی یقیناً ایسا ہی ہو گا۔ ہو سکتا ہے بعض ایسے دوست ہوں جو اپنے مالی نقصانات کی وجہ سے اپنے وعدے پورے نہ کر سکیں۔ اُن پر کوئی الزام نہیں ہے لیکن کچھ اَور دوست ہوں گے جو یہ وعدے پورے کر دیں گے۔

اللہ تعالیٰ نے جس طرح میرے لئے خوشی کا سامان پیدا کیا آپ کے لئے بھی خوشی کا سامان ہے۔ آپ کو بتا دیتا ہوں۔ مغربی افریقہ کے ایک دوست نے لکھا کہ (پاکستان میں) فلاں جگہ کی مسجد جب جلائی گئی اور ہمیں پتہ لگا تو ہم نے کہا کہ اچھا وہاں مسجد جلائی گئی ہے ہمارے پاس یہاں مسجد نہیں ہے ہم یہاں بنا دیتے ہیں اور باوجود سامان نہ ہونے کے اُس دوست نے لکھا پہلے میں نے نیّت کی پھر خُدا نے اَور سامان پیدا کر دیئے اب ہماری مسجد (جس کی اُنہوں نے تصویر بھی بھیجی ہے) قریباً مکمل ہو گئی ہے۔ اُن کے ذہن میں خدا تعالیٰ کے فرشتوں نے یہ ڈالا کہ دُنیا میں بحیثیت مجموعی جماعتِ احمدیہ کی مساجد کم نہیں ہونی چاہئیں، اگر ایک جگہ عارضی طور پر کمی آئی ہے تو دوسری جگہ مستقل طور پر اضافہ ہو جائے کیونکہ جو کمی ہے وہ بہرحال عارضی ہے اور جو مسجد جلائی گئی ہے وہ انشاء اللہ اللہ کی توفیق سے بہرحال اُس جگہ بنے گی لیکن اس وقتی کمی کو بھی مُخلص دلوں نے جو غیر ممالک میں بسنے والے ہیں۔ انہوں نے

محسوس کیا۔ اُنہوں نے کہا یہ عارضی کمی بھی نہیں رہنے دیں گے۔ وہاں مسجد کی ضرورت بھی تھی پیسہ نہیں تھا اس لئے نہیں بنی تھی۔ چند آدمی وہاں کھڑے ہوئے اُنہوں نے کہا پاکستان میں ایک مسجد اَور جلی بیرون پاکستان میں ایک مسجد اَور بنے گی تا کہ مجموعی تعداد مساجدِ احمدیہ کی کم نہ ہو۔ یہ وہ چیزیں ہیں جنہیں دیکھ کر ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے اِس فرمان کی صداقت معلوم ہوتی ہے کہ میری سرشت میں ناکامی کا خمیر نہیں اور جماعت کو آپ نے فرمایا ''میرے درختِ وجود کی سرسبز شاخو!'' پس جماعت اور مہدی معہود ایک روحانی وجود کا نام ہے اور ہماری فطرت میں ناکامی کا خمیر نہیں ہے۔ ٹھیک ہے ہم پر وہ پابندیاں ہیں جو دوسرے نہیں اٹھاتے۔ مثلاً ہم پر پابندی ہے ظلم نہیں کرنا۔ فساد نہیں کرنا۔ غلط قسم کے انتقامات نہیں لینے۔ ایک شیریں انتقام "Sweet Reveng" کا محاورہ میرے دماغ میں آیا تھا جب مَیں ۱۹۷۰ء میں مغربی افریقہ کا دورہ کر رہا تھا۔ کتنا بڑا انتقام ہے اور کتنا حسین انتقام ہے جو رؤسائے مکّہ سے جو فتحِ مکّہ کے موقع پر بچ گئے تھے لیا گیا یعنی لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ۔ مَیں نے مغربی افریقہ میں بسنے والے اُن دوستوں کو جن کی میرے ساتھ ملاقات ہوئی اور جن سے مَیں نے خطاب کیا۔ مَیں نے ان کو یہ کہا کہ جو یوروپین ممالک اور حکومتیں یہاں آئی تھیں اور انہوں نے یہاں کالونیز بنالی تھیں وہ تمہاری دولتیں لوٹ کر چلے گئے اس میں کوئی شک نہیں لیکن ہم نے محمد صلی اللہ علیہ وسلّم کے اُسوہ کو پیش نظر رکھتے ہوئے ان لوگوں سے ایک Sweet Reveng یعنی شیریں انتقام لینا ہے۔ بہت میٹھا انتقام اور وہ یہ ہے (یہ اُس وقت ۱۹۷۰ء میں مَیں نے وعدہ کیا تھا) مَیں نے کہا سفید فام یا بے رنگ آئے اور تمہاری دولت لوٹ کر لے گئے۔ تمہیں مَیں اُن ملکوں میں مبلّغ کے طور پر بھیج دوں گا اور تم جا کر اُن میں روحانی خزائن تقسیم کرو گے وہ دُنیا لے گئے۔ تم روحانی خزائن اُن کے اندر جا کر تقسیم کرو گے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے توفیق دی اور عبدالوہاب بن آدم جو ہمارے غانا کے مبلّغ ہیں وہ کئی سال سے انگلستان میں بیٹھے ہوئے ہیں اور انگریزوں کو تبلیغ کر رہے ہیں اور وہ بڑا ہی ذہین انسان اور بڑا ہی بے نفس انسان اور مجھے کہنا چاہیئے کہ بڑا ہی بزرگ انسان ہیں اور Top کے احمدیوں میں سے۔ پاکستانیوں نے کوئی اجارہ داری تو نہیں لی ہوئی۔ قربانیاں دو گے تو خدا

کے پیار کو اُس معیار کے مطابق حاصل کرو گے۔ بہرحال یہ ہے ہمارا انتقام جب ہم انتقام لیتے ہیں۔خواہ مخواہ پوچھتے پھرتے ہیں کہ تمہارا ردّعمل کیا ہوگا؟ وغیرہ وغیرہ۔ہم نے جب بھی انتقام لیا ہمارا حسین انتقام ہوگا ہمارا شیریں انتقام ہوگا۔تمہیں جنہوں نے ہمارے اموال کو جلایا اُن میں ہم دنیوی اور دینی اور جسمانی اور روحانی نعمتیں تقسیم کریں گے مگر اللہ کی توفیق سے۔ یہ ہے ہمارا انتقام ۔دُکھ دینا اور فساد کرنا یہ ہمارا انتقام نہیں۔مَیں تو بیعت میں تم سے یہ عہد لیتا ہوں کہ کسی کو بھی دُکھ نہیں پہنچاؤں گا۔ دُکھ پہنچانے کے لئے ہم پیدا نہیں ہوئے، مارنے کے لئے ہم پیدا نہیں ہوئے ہم زندہ رکھنے اور زندگی دینے کے لئے پیدا ہوئے ہیں اور خوشحالی کے سامان پیدا کرنے کے لئے ہم پیدا ہوئے ہیں۔ پس یہ ہے ہمارا انتقام۔جس کی ہمیں اُمید ہے۔خُدا کی توفیق سے ہم یہ انتقام لیں گے لیکن وہ دُکھ پہنچانے والا انتقام نہیں ہو گا۔ وہ ناک کے بدلے ناک اور آنکھ کے بدلے آنکھ نہیں بلکہ فَمَنْ عَفَا وَ اَصْلَحَ فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ (الشوریٰ:۴۱) والا انتقام ہے۔

بہرحال مَیں تحریک جدید کے متعلق یہ کہہ رہا تھا کہ جن دو اغراض کے لئے ایک مومن خُدا کے حضور اموال پیش کرتا ہے ایک یہ کہ اس کی مرضات حاصل ہوں یعنی اُس کی توحید دنیا میں قائم ہو اور جیسا کہ ہم خُدا تعالیٰ کی تسبیح اور اُس کی تحمید کرنے میں ایک سُرور محسوس کرتے ہیں ہمارے دل میں ایک تڑپ پیدا ہوتی ہے کہ خدا تعالیٰ کا ہر بندہ خُدا کے حضور جُھکنے والا اور اُس کی تسبیح کرنے والا اور اُس کو پاک قرار دینے والا اور اُس کی حمد کرنے والا۔تمام تعریفوں کو اُسی کی طرف پھیرنے والا ہو، نہ اپنی طرف نہ غیراللہ کی کسی اور ہستی کی طرف۔ یہ ہماری خواہش ہے۔اس خواہش کو پورا کرنے کے لئے ہم خُدا کی راہ میں اموال دیتے ہیں اور اُن کا ایک دور تحریک جدید کی شکل میں آیا ہے۔ لاکھوں عیسائی تثلیث پرست جو خدائے واحد و یگانہ کو نہیں مانتے تھے یا بُت پرست جنہوں نے اپنے ہاتھ سے پتھر اور لکڑی کے اور اسی طرح دوسرے مادوں سے بُت بنائے اور اُن کی پُوجا کر رہے تھے وہ لاکھوں کی تعداد میں جماعت احمدیہ کے طفیل (اللہ تعالیٰ کے محض فضل اور رحمت سے کہ ہم بالکل لاشئ محض ہیں) افریقہ میں مسلمان بنے لیکن ہماری سیری تو نہیں ہوئی۔ لاکھوں بن گئے۔ جب تک ہم کروڑوں نہ بنا

لیں۔ جب تک ہم بنی نوعِ انسان کو توحید کی طرف کھینچ کر نہ لے آئیں۔ اُس وقت تک ہماری پیاس نہیں بُجھ سکتی پس دُعائیں کرو کہ خُدا تعالیٰ آپ کی اور میری پیاس کو بجھانے کے سامان پیدا کرے اور جس کے لئے جن اموال کی ضرورت ہے اُن کو دینے اور خرچ کرنے کی ہمیں توفیق عطا کرے۔

آج یکم نومبر کو تحریک جدید کے تین دفاتر دفتر اوّل کے اکتالیسویں سال کا اور دفتر دوم کے اکتیسویں سال کا دفتر سوم کے دسویں سال کا مَیں افتتاح کرتا ہوں۔ جو معیار میں نے پچھلے سال دِیا تھا۔ وہی قائم رہے گا اور جو ادائیگیوں میں مَیں نے بتایا کہ عارضی طور پر کمی ہے وہ انشاء اللہ دُور ہو جائے گی۔ اللہ تعالیٰ پر توکّل رکھتے ہوئے اور اسی پر بھروسہ رکھتے ہوئے مَیں یہ اعلان کرتا ہوں کہ اللہ آپ کو توفیق عطا کرے گا کہ جو عارضی کمزوری ہے۔ بیرونی ظلم اور تشدّد کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ اس کمزوری کو اپنے فضل سے دُور کرے گا اور آپ کے اخلاص کے مدّ نظر آپ کو مالی قربانیوں کی بھی توفیق عطا کرے گا۔

دوسری بات جو مَیں کہنا چاہتا ہوں۔ وہ جلسہ سالانہ کے متعلق ہے۔ اس سلسلہ میں دو باتیں مَیں کہنا چاہتا ہوں۔ ایک تو چونکہ جو اس قوم پر ظلم ہوا کہ بھائی بھائی اور انسان انسان کے درمیان نفرت پیدا کی گئی ہے اس کے نتیجہ میں ہوسکتا ہے کہ ہمیں روٹی پکانے والے پوری تعداد میں نہ ملیں۔ گو یہ یقینی بات نہیں لیکن دنیا کی کوئی چیز ہماری راہ میں اس طرح روک نہیں بن سکتی کہ ہم ناکام ہو جائیں اوّل تو یہ جماعت اتنی پیاری ہے کہ دو تین سال ہوئے جلسہ کے موقع پر آپس میں نان بائی لڑ پڑے تھے اور روٹیوں میں کچھ کمی واقع ہوگئی تو صبح کی نماز سے پہلے اطلاع مجھے ملی، مَیں نے صبح کی نماز کے وقت یہ اعلان کیا کہ آج ہر آدمی خواہ مہمان ہے یا مقیم ہے ایک روٹی فی کَس کھائے گا اور ہم نے بھی اپنے گھروں میں یہی کیا تو کوئی تکلیف نہیں ہوئی۔ ایک روٹی کھا لی بلکہ بعض دوستوں نے مجھے کہا کہ بعض ایسے بھی ہیں جنہوں نے کہا کیا فرق پڑتا ہے ہم سارا جلسہ ہی ایک روٹی کھائیں گے ٹھیک ہے کوئی ایسی بات نہیں ویسے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے شروع میں لگا تار روزے رکھے تو اُس وقت آپ نے فرمایا کہ مَیں نے کہا چلو یہ بھی تجربہ کرتے ہیں کہ کم سے کم کتنا کھا کر آدمی صحت کے

ساتھ زندہ رہ سکتا ہے تو کھانا کم کرتے رہے اور ایک روٹی کے اوپر آ گئے یا شاید آدھی روٹی کے اوپر آ گئے بعض دفعہ بیماری میں (ہمیشہ تو نہیں) میرا ابھی کبھی کبھی خون کی شکر کا نظام Upset ہو جاتا ہے۔

ابھی پچھلے دنوں جو پتلا پُھلکا ہمارے گھروں میں پکتا ہے وہ نصف پُھلکا مَیں کھاتا تھا اور مَیں نے اندازہ لگایا کہ چوبیس گھنٹے میں میرے آٹے کی خوراک سوا چھٹانک ہے تو میں بہت ٹھیک رہا۔ نامعلوم سی کمزوری ضرور پیدا ہوتی ہے لیکن خُدا نے فضل کیا۔ اصل تو اللہ ہی فضل کرنے والا ہے آج مَیں بتاتا ہوں کہ میری شکر کافی بڑھ گئی تھی اور ۲۳۰ تک چلی گئی تھی اور انگریزی دوائی مَیں کھاتا نہیں اور کل جو ٹیسٹ (Test) کوئی چار ہفتہ کے بعد لیا تو وہ ۲۳۰ سے گر کر ۱۶۰ پر آ گیا ہے الحمدللہ۔ تھوڑی سی ابھی زیادتی ہے۔ میرا خیال ہے ایک دو ہفتوں میں بغیر انگریزی دوائی کھانے کے اِسی طرح کھانے کا پرہیز کر کے وہ ٹھیک ہو جائے گا۔ مَیں بتا یہ رہا ہوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے لنگر کا نظام یعنی دارالضیافت کو ہنگامی حالات کے لئے چاول زیادہ خریدنے چاہئیں۔ وہ جلدی پک جاتے ہیں۔ دوسرے یہ کہ اس سال ہمارا کوئی مہمان اعتراض نہیں کرے گا۔ اگر اُن کو باسمتی کی بجائے آپ موٹا چاول دیں کیونکہ قیمتیں اتنی بڑھ گئی ہیں کہ اِس کی طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے اور کھانے کے سلسلہ میں روٹی پکانے کے لئے سارے ربوہ کا ہر گھر تیار ہو۔ ربوہ میں ایک ہزار اور دو ہزار کے درمیان چُولھے گرم ہوتے ہیں اگر ضرورت پڑی، خُدا کرے کہ ضرورت نہ پڑے لیکن اگر ضرورت پڑے تو ہر گھر سو روٹیاں پکا کر دے دے تو ایک ہزار گھروں سے ایک لاکھ روٹی مل جائے گی اور ہمارا ایک ایک روٹی فی کس والا حساب ٹھیک ہو جائے گا کچھ چاول ہو جائیں گے۔ دوسرے یہ کہ جو بیرون ربوہ اپنے احمدی دیہاتی ہیں (شہریوں کے لئے مشکل ہے) دیہاتی احمدی پیڑے بنا کر روٹی گھڑ کے مشینوں پر ڈالنے کے لئے احمدی مرد یا احمدی عورتیں ابھی سے تیار کی جائیں اور مرد بھی ساتھ ساتھ ہوں۔ اس طرح جو ہماری روٹی پکانے کی مشینیں چلتی ہیں یا جو دوسرا اگر کوئی انتظام ہو تو ہمیں وہ روٹیاں مل جائیں اور بہرحال عورتوں کے لئے روٹی پکانے کا لجنہ اماء اللہ انتظام کرے۔

دوسری چیز مَیں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اتفاقاً ہماری ایک تو جو بڑی عید کہلاتی ہے وہ بھی ۲۵ ؍دسمبر یا ۲۶ ؍دسمبر کو آ رہی ہے۔ میرا خیال ہے ۲۵ ؍دسمبر کو ہوگی انشاء اللہ۔ تو ۲۵۔ ۲۶ اور ۲۷ کو جماعت نے قربانیاں دینی ہیں ربوہ میں بھی اور باہر بھی۔ ان قربانیوں کو ایک نظام کے ماتحت تین دنوں پر تقسیم کر کے ان کا سارا گوشت (سارے گوشت سے میری مراد ہے ان کے اُن دو حصّوں کے علاوہ جو اپنا اور قریبی دوستوں کا ہوتا ہے تیسرے حصّہ کا) سارا گوشت جلسہ کے نظام کو دے دیں اور جو بیرونِ ربوہ ہیں ان میں سے بعض اپنی قربانیاں پہلے بھی ربوہ بھیج دیتے ہیں جماعتی نظام کے تحت لیکن پرائیویٹ طریق پر وہ کسی نظارت یا لنگر کو بھیج دیتے ہیں کہ ہماری طرف سے قربانی دی جائے پس جہاں تک ممکن ہو مَیں یہ نہیں کہہ رہا کہ ہر قربانی یہاں آ جائے ہر ایک نے اپنے حالات کے مطابق فیصلہ کرنا ہے۔ فیصلہ آپ نے کرنا ہے جہاں تک آپ کے حالات اجازت دیں آپ باہر والے لوگ ربوہ میں قربانیاں کروائیں اور ربوہ کے مکین جتنا ہو سکے زیادہ گوشت جلسہ کے انتظام، دارالضیافت، یا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لنگر کا انتظام ان دنوں میں ہوگا وہ ان کو دے دیں۔ خرچ بہت زیادہ بڑھ گئے ہیں۔ مگر دُنیا کا کوئی خرچ ہمارے رستہ میں روک نہیں لیکن اس سال کے لئے یہ تجربے بھی ہو جائیں گے۔ جن تجربوں کا موقع ملے وہ کر لینے چاہئیں اور آخری بات جلسہ کے متعلق مَیں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اس جلسہ پر اللہ تعالیٰ کی توفیق اور اُس کی برکت اور اُس کی رحمت کے نتیجہ میں مَیں اُمید کرتا ہوں کہ جلسہ پر آنے والوں کی تعداد پچھلے سال کی نسبت زیادہ ہوگی انشاء اللہ اور ان ہنگاموں کے دنوں میں جنہوں نے مکان بنانے تھے وہ بھی نہیں بنوا سکے ہر سال مکان بنتے رہتے ہیں۔ بیسیوں، بعض دفعہ سینکڑوں بن جاتے ہیں اس لئے مَیں یہ تحریک کرنا چاہتا ہوں کہ ہر وہ شخص جس کے پاس زمین ہو لیکن اُس نے ابھی تک مکان نہ بنایا ہو وہ، قانونی اجازت لے کر، فوری طور پر جلسہ سے قبل اپنی زمین میں اگر ممکن ہو تو دو تین فٹ کی چار دیواری بھی بنا لے اور اگر یہ اُس کے لئے ممکن نہ ہو تو ایک کمرہ بنا لے اس نیت کے ساتھ کہ جلسہ کے مہمان وہاں ٹھہریں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے اُس مکان میں اس خلوص نیّت کی وجہ سے بہت برکتیں دے گا۔ پس آج ہی یہ کام شروع کر دو یعنی آج سے مراد ہے جس کے کان میں

جس دن یہ آواز پہنچے۔ کمرہ بنانا ہے بے شک ایسا بنادیں جس کی آپ کو بعد میں ضرورت نہ ہو یا جو امیر لوگ ہیں وہ اپنے کام کرنے والوں کے لئے کمرے بناتے ہیں۔ بے شک کچے کمرے بنادیں مگر مہمانوں کے لئے بنائیں اور قانونی اجازت لے کر بنائیں۔

میری اس تحریک کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ جس دن قومی اسمبلی کے سارے ایوان پر مشتمل خصوصی کمیٹی بنی اُس دن جب اعلان ہوا کہ اس کمیٹی کا اجلاس In-camera یعنی خفیہ ہوگا۔ اس بات نے کہ اجلاس خفیہ ہوگا مجھے پریشان کیا اور اس اطلاع کے ملنے کے بعد سے لے کر اگلے دن صبح چار بجے تک مَیں بہت پریشان رہا اور مَیں نے بڑی دُعائیں کیں۔ یہ بھی دُعا کی کہ اے خُدا خفیہ اجلاس ہے پتہ نہیں ہمارے خلاف کیا تدبیر کی جائے۔ تیرا حُکم ہے کہ مَیں مقابلہ میں تدبیر کروں تیرا حُکم ہے مَیں کیسے مانوں۔ مجھے پتہ ہی نہیں اُن کی تدبیر کیا ہے تو ان حالات میں مَیں تیرا حُکم نہیں مان سکتا۔ بتائیں کیا کروں۔ سورۂ فاتحہ بہت پڑھی اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ بہت پڑھا۔ ان الفاظ میں دُعا بہت کی اور صبح اللہ تعالیٰ نے بڑے پیار سے مجھے یہ کہا وَسِّعْ مَكَانَكَ۔ اِنَّا كَفَيْنٰكَ الْمُسْتَهْزِءِيْنَ۔ کہ ہمارے مہمانوں کا تم خیال کرو اور اپنے مکانوں میں مہمانوں کی خاطر وسعت پیدا کرو اور جو یہ منصوبے جماعت کے خلاف ہیں ان منصوبوں کے دفاع کے لئے تیرے لئے ہم کافی ہیں تو تسلی ہوئی۔ وَسِّعْ مَكَانَكَ جو خاص طور پر کہا گیا اس لئے میرا فرض تھا کہ جماعت کو کہوں کہ وسعتیں پیدا کرو۔ جو اپنے مکانوں میں کمرے بڑھانا چاہتے تھے وہ بنائیں اور ہر پلاٹ میں جلسہ کے مہمانوں کو ایک کمرہ بنادو۔ رہائش کے لئے عارضی طور پر انہیں تحفہ دو اور عارضی تحفہ کے نتیجہ میں اپنے لئے ابدی ثواب کے حصول کے سامان پیدا کرو اللہ تعالیٰ سب کو نیکیوں کی توفیق عطا کرے۔ (آمین)

(روزنامہ الفضل ربوہ ۱۱ر دسمبر ۱۹۷۴ء صفحہ ۲ تا ۶)

❀❀❀